تحریر/عبدالعزیز السدحان
ترجمانی: عبدالمجید بن عبدالوہاب المدنی
داعیۃ: اسلامک سنٹر، العیون، الاحساء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رواں سال کی رخصتی اور سال نو کی آمد

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق وزیبا ہیں، ہم سب اس کی خوبی بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد اور معافی چاہتے ہیں، اور اپنے نفسوں کی برائی اور اپنے کاموں کی برائی سے اللہ ہی کی پناہ چاہتے ہیں کیونکہ جس کو اللہ راہ پر لگا دے اس کو کوئی بے راہ کرنے والا نہیں، اور جس کو بے راہ کر دے اسے کوئی راہ بتانے والا نہیں ہے، ہم سب اس کی گواہی دیتے ہیں، کہ اللہ ہی حقیقی معبود ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اور اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

حمد وصلاۃ کے بعد:

ہم اس وقت ایک پل کے کنارے پر ہیں جسے ہم عنقریب پار کرلیں گے تاکہ ہمارے قدم دوسرے پل کے کنارے جالگیں ہم اپنے ایک قدم سے ایک پل کو پیچھے چھوڑ رہے ہیں اور دوسرے قدم سے اگلے پل کا استقبال کررہے ہیں۔

ہم مکمل ایک سال کو الوداع کہہ رہے ہیں جس میں ہم نے اللہ کی توفیق سے جو چاہا جمع کیا اور چنانچہ ہم میں سے بہتوں کے حصہ میں صرف خسارہ رہا جبکہ بہتوں نے نفع اور نقصان دونوں اکٹھا کیا اور اب اپنے اپنے عزم وارادے کے مطابق نئے سال کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔

گزرا ہوا سال:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يقلب اللليل والنهار إن في ذلك لعبرة لأولي الأبصار﴾ (النور ۴۴)

اللہ تعالیٰ ہی دن اور رات کو ردوبدل کرتا رہتا ہے، آنکھوں والوں کے لئے تو اس میں یقیناً بڑی عبرتیں ہیں۔

ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وتلك الأيام نداولها بين الناس﴾ (آل عمران ۱۴۰)

ہم ان دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔

﴿يغشى الليل النهار يطلبه حثيثا﴾ (الأعراف ۵۴)

وہ رات سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ رات اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے۔

اور سچ فرمایا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے، اور کون ہے جو اپنی بات میں اللہ سے زیادہ سچا ہو؟ اللہ تعالیٰ سے سچی بات والا اور کون ہوگا؟

وقت کی سبق رفتاری دنیا سے دور اور آخرت سے قریب بنا دیتی ہے اور ایک انسان ہر پل آخرت کی تیاری یعنی دنیا سے دور اور حساب وکتاب کے دن سے قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ارتحلت الدنيا مدبرة وارتحلت الآخرة مقبلة ولكل واحدة منها بنون ،فكونوا من أبناء الآخرة ،ولاتكونوا من أبناء الدنيا، فإن اليوم عمل ولا حساب ،وغدا حساب ولا عمل (صحیح بخاری باب فی العمل وطولہ قبل حدیث ۶۴۱۷)

دنیا پیٹھ دکھا کر جارہی ہے اور آخرت آرہی ہے، ہم میں سے کچھ دنیا کے بندے ہیں اور کچھ آخرت کے۔ دیکھو ان میں رہو جو آخرت کی خواہش کرتے ہیں اور ان میں مت رہنا جو ہر حال میں دنیا کے متلاشی رہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ آج عمل ہی عمل ہے حساب نہیں۔ کل حساب ہی حساب ہے اور عمل کی کوئی گنجائش نہیں"۔

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

ہم ہر پل موت کی جانب رواں دواں ہیں — اور ہماری عمریں چند مراحل کی شکل میں لپیٹ دی جاتی ہیں

تقویٰ کے توشہ کے ساتھ دنیا سے کوچ کرو — تمہاری عمر چند روزہ زندگانی ہے

اورنہیں ہیں یہ روز وشب مگر چند مرحلے — موت کی طرف بلانے والا آگاہ کررہا ہے

بڑی ہی تعجب خیز بات ہے اگر تم غور کرو — منزلیں طے ہورہی ہیں اور مسافر بیٹھا ہے

بیتے ہوئے سال کی مناسبت میں ایک بلند پایہ ادیب نے اپنے خیالات واحساسات کو کچھ اس طرح قلمبند کیا ہے:

میں نے ایک نڈھال ہیولہ ایک ایسے راستہ پر چلتے ہوئے دیکھا جو ہموار ہے نہ پرخار جو پہاڑ کی چوٹی سے گزرتا ہے اور نہ سمندر کے ساحل سے جو بیابانوں سے گزرتا ہے نہ صرف پھلواریوں سے بلکہ وہ ہموار بھی ہے پرخار بھی، پہاڑی بھی ہے دریائی بھی، اس میں بیاباں بھی ہیں باغات بھی، اور وہ ساری چیزیں اور وہ تمام مخلوق جو اس میں رہتی وبستی ہے ایک ایسے لمبے راستے پر جو سفید لکیر کی مانند چمک رہا ہے جس کا ایک سرا مستقل تاریکی میں ہے اور دوسرا کوہرے میں روپوش ہے۔

میں نے وقت کے راستہ پر ایک ہیولہ دیکھا اور میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو خوابیدہ دنیا کو چیخ چیخ کر پکاررہا تھا کہ بیدار ہوجا، بیدار ہوجا، سال رخصت ہورہا ہے کیا یہ ممکن ہے؟ کیا یہ سب کچھ اتنی خاموشی سے ہوسکتا ہے؟

اس ایک رات میں ایک سال ختم ہورہا ہے اور دوسرا جنم لے رہا ہے، کوچ کرنے والا اپنی یادوں، امیدوں، اور پریشانیوں کو سمیٹے ایسے کوچ کرجائے گا کہ وہ کبھی دوبارہ لوٹ کر واپس نہ آئے گا۔ اور آنے والا اپنے دونوں بازوں کو پھیلائے ہوئے آئے گا تاکہ وہ ہم میں سے کچھ کو اور ہماری زندگی کے کچھ حصوں کو لے لے اور اس کے عوض کچھ بھی ہم کو نہ دے۔

زندگی محض چند برسوں پر مشتمل ایک کہانی ہے؟ اور نفس محض کچھ یادیں، کچھ امیدیں اور کچھ پریشانیوں کا نام ہے•••••• اللہ فاضل ادیب کو بہتر بدلہ دے۔

کوچ کا وقت قریب آ پہونچا:

سال اختتام پذیر ہونے والا ہے، اس کے چل چلاؤ کا وقت آچکا ہے وہ اپنے خیموں کو سمیٹ رہا ہے، اور اپنے کجاوہ کو کس رہا ہے اور یہی حال دنیا ہے یہاں ہر شخص کی زندگی میں سویرا آتا ہے لیکن کچھ ہی لوگ ہیں جو اپنے نفس کو آزاد کرپاتے ہیں اور اکثریت گڈھے میں جاگرتی ہے۔

سال اپنے اندر بہت ساری حکمتیں، عبرتیں حوادث اور نصیحتیں لئے ہوئے پورا ہوگیا اس کے ایام ایک ایک کرکے گزر گئے اور اس کا ایک ایک پور علحدہ ہوگیا۔ اور دے گیا اس بات کا پیغام کہ نہیں ہے حقیقی معنیٰ میں کوئی معبود سوائے اللہ کے، کتنے لوگوں کے حصے میں خوش بختی آئی اور کتنوں کے حصے میں محرومی اور بدنصیبی، کتنے بچے یتیم ہوگئے اور کتنی عورتیں رانڈ اور بیوہ ہوگئیں اور کتنے لوگ شریک حیات سے ہاتھ دھوبیٹھے، کتنے لوگ مریض تھے جو شفایاب ہوگئے اور کتنے صحت مند تھے جو موت کا شکار ہوکر زیرزمین دفن ہوگئے، کسی گھر میں اپنے عزیز کی وفات پر صف ماتم بسرا تو دوسرے گھر والے اپنے عزیز کو نئی شادی کی مبارکباد پیش کرتے نظر آئے، کسی گھر میں نئے مہامان کی آمد پر خوشی اور جشن کا سماں تھا تو دوسرا گھر اپنے چراغ کے بجھ جانے پر مایوس، کسی نے شوق ملاقات میں گردن اونچی کی اور محبت کے گرم آنسو چھلکائے تو وہیں پر فراق اور جدائی کے صدمہ سے آنکھیں اشک بار ہوئیں، دکھ اور پریشانی فرحت وانبساط میں بدلی تو خوشی اور مسرت آزمائش اور پریشانی میں کسی نے دن کے ڈھلنے کی خواہش کی تاکہ سورج کے غروب ہونے کے ساتھ اس کے زخم مندمل ہوجائیں اور اس کی بے چینی کافور ہوجائے، تو دوسرے نے دن کے دراز ہونے اور اس کی سلامتی کی چاہت ظاہر کی تاکہ وہ اپنی خوشیوں کا خوب جشن مناسکے اور اس کی لذت سے لطف اندوز اور بہرہ ورہوسکے۔

شاعر کہتا ہے:

دن کچھ لوگوں پر مانند سال گزرتے ہیں　　اور کچھ لوگوں پر سال دن کے مانند گزر جاتے ہیں

آسانیوں اور خوشیوں کے سال گزر گئے　　گویا ہم اور وہ چند دن ہوں

اور اس کے بعد غموں کے دن ایسے لگے　　جیسے ہم اور وہ ختم نہ ہونے والے سال ہوں

کوئی اپنی منزل مقصود پا کر اپنی بھاگ دوڑ بند کر دیتا ہے دوسرا اپنے رزق کے ٹھکانہ کی طلب میں سرگرداں رہتا ہے۔

ایک کی آمد ہوئی اور دوسرے نے رخت سفر باندھا، ایک کو بیماری لاحق ہوئی اور دوسرا درگور ہوا اور یہ سلسلہ جاری ہے، حالات بدل جاتے ہیں، اور لوگ بدل جاتے ہیں، منزہ ہے اللہ کی ذات کس قدر مستحکم ہے اس کا انتظام، اور کتنی عظیم ہے اس کی کاری گری، جس کو چاہتا ہے عزت بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل اور رسوا کر دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے اور یہ اس کا فضل ہے اور جسے چاہتا محروم کر دیتا ہے اور یہ اس کا عدل ہے، تمہارا رب جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے وجود بخشتا ہے، چیزیں متواتر جاری ہیں جو عقلمند کی عبرت اور نصیحت میں اضافہ کرتی ہیں اور جاہل کو خواب غفلت سے بیدار کرتی ہیں، اور جو شخص اپنے گردو پیش کے ماحول سے سبق نہیں لیتا وہ اپنے آپ کو نقصان سے دوچار کر لیتا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

میرے دوست میں کتنے جنازہ میں شریک رہا　　لیکن میں اپنی اس حاضری سے فائدہ نہیں اٹھا سکا

بہت سی راتوں نے اپنے تعلق سے مجھے حیران کن چیزیں دکھائیں　　اور بہت سے دن اور مہینے یوں ہی گزر گئے

کتنے برسوں نے مجھ سے بہت ساری چیزیں پوشیدہ رکھیں　　مگر بہت سے امور واضح بھی رہے

زندگی کے ماہ و سال جس کی عبرت و نصیحت میں اضافہ نہ کرسکیں　　ایسا شخص روشنی سے فائدہ نہیں اٹھاتا ہے

خواہشات کا تنوع:

سال کے اختتام پر لوگوں کی امیدیں اور خواہشات مختلف ہوتی ہیں اور ان کی سوچ بھی الگ الگ ہے کچھ لوگ خوش ہوتے ہیں تو دوسرے غمزدہ اور کچھ لوگ دونوں کے بیچ کچھ خوشی اور کچھ غم کی کیفیت میں ہوتے ہیں۔

ایک قیدی اپنے سال کے اختتام پر خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ چیز اسے جیل سے آزادی کے قریب کرتی ہے اور اسے اپنی پریشانی کے دن دور ہوتے دکھتے ہیں، قیدی اپنے شب وروز کو شعلہ پر بیٹھے ہوئے انسان سے زیادہ شدت کے ساتھ ایک ایک کر کے گنتا اور شمار کرتا ہے، جبکہ قید سے پہلے مہینے اور سال لاشعوری ، ناقدری میں گزرتے تھے گویا اس کی حالت شاعر کے اس شعر کے مطابق گزری۔

میں اب ایک ایک رات کو گنتا اور شمار کرتا ہوں　　جبکہ میں نے ایک لمبا عرصہ راتوں کو گنے بغیر گزار دیا۔

سال کے اختتام پر ایک شخص خوش ہوتا ہے تاکہ کرایہ پر دئے ہوئے رہائشی مکانات زمین وجائداد کی اجرت وصول کرے اور پھر اس کو کام میں لائے دوسرا شخص اپنے پوسٹ اور عہدہ کی ترقی پر خوش ہوتا ہے اسی طرح کے دوسرے اور بہت سے مقاصد جن میں عظیم مقصد اخروی مقصد کا فقدان ہوتا ہے، پورے سال پیش آمدہ چیزوں کا محاسبہ اور مستقبل کا جائزہ لئے بغیر وقت اور سال گزرنے پر خوش ہونا محض دھوکا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

ہم وقت گزرنے پر جشن مناتے ہیں　　جبکہ ہر گزرا ہوا دن موت سے قریب کرتا ہے

موت سے پہلے آخرت کے لئے سنجیدہ کوشش کرلو　　کیونکہ کام میں نفع اور نقصان دونوں ہوتا ہے

عقلمند وہ ہے جو اپنے ماضی سے سیکھ لیتا ہے، حاضر میں محنت کرتا ہے اور اپنے آنے والے دن کو کارآمد بنانے میں لگ جاتا ہے، زمانہ کی گردش، اور حالات

واشخاص کے بدلنے کی عظیم حکمت اللہ کے کمال عظمت اوراس کی قیومیت اوراس کے لازوال ہونے پردلیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿هو الأول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شئى عليم ﴾(الحدید۳)

وہی پہلے ہےاوروہی پیچھے وہی ظاہر ہےاوروہی مخفی اوروہ ہر چیز کوبخوبی جاننے والا ہے

وہی اول ہےاس سے پہلے کوئی چیزنہیں اوروہی آخر ہےاس کے بعد کوئی چیزنہیں وہی ظاہر ہےاس سےاوپر کوئی چیزنہیں اوروہی باطن ہےاس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

اللہ کے سوا کوئی حقیقی معنیٰ میں معبودنہیں اس کی شان نرالی اوراس کی قدرت بڑی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿كل شئ هالك إلا وجهه ﴾(القصص۸۸)

ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگراسی کا منہ

ایک اورجگہ ارشاد ہے:﴿كل من عليها فان ويبقىٰ وجه ربك ذو الجلال والإكرام ﴾(الرحمٰن ۲۶،۲۷)

زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں صرف تیرے رب کی ذات جوعظمت اورعزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔

وقت کا تدارک:

عقلمند پرلازم ہےاپنے وقت کا صحیح استعمال کرےاوراپنی سانسوں کوشمار کرےاوراپنے وقت کی حفاظت کا بڑاحریص ہواپنی عمرعزیز کاایک ایک لمحہ صرف اسی چیز میں صرف کرے جواس کے لئے دنیا، برزخ اورآخرت میں نفع بخش ہو،عمرقلیل ہےاورموت قریب ہےاورمدت خواہ کتنی بھی لمبی ہومگراس کا وقت مقرر ہے۔

حضرت نوح۔علیہ السلام۔سے عرض کیا گیا جبکہ وہ اپنی قوم میں پچاس کم ایک ہزارسال ٹھہرے: آپ نے دنیا کوکیسے پایا؟انہوں نے جواب دیا: اس شخص کے مانند جوایک دروازے سے داخل ہوااوردوسرے سے باہرآ گیا۔

اے وہ شخص جس کواللہ تبارک وتعالیٰ نے صحت وتندرستی کی دولت سے نوازا ہے،تم عیش وعشرت اورلذتوں میں پڑےاپنی گزرتی ہوئی عمرپردھیان دو،موت تجھے اچانک دبوچ لے گی اس حال میں کہ تم اپنے آپ سے غافل ہوگے،اس وقت ندامت اورافسوس سے انگلیاں کاٹوگے۔مگراس وقت کی ندامت، فائدہ نہ دے گی اورنہ کوئی جائے فرارہوگی۔

ذراسوچوصبح وشام جوآرام اورآسائش دنیامیں تمہیں حاصل تھیں اب ان کے پیچھے ایسی پریشانوں کا سامنا ہوگا جوایک پل میں ان تمام لذتوں کوبھلادیں گی۔
جب کہ اس کے برخلاف وہ شخص جس نے اپنے اوقات کواللہ کی اطاعت میں گزارا ہوگا لیکن دنیاوی زندگی میں تنگ حالی اوردیگر پریشانیوں سے دوچار تھا لیکن اب سختی کے بعداسے ایسے سکھ میسر ہوں گے کہ وہ اپنی محتاجگی اوردکھ بھری زندگی کوبھول جائے گا۔

رسول ﷺ نے فرمایا:يؤتىٰ بأنعم أهل الدنيا من أهل النار يوم القيامة فيصبغ في جهنم صبغة ثم يقال له:يا ابن آدم،هل رأيت خيرا قط؟هل مر بك نعيم قط؟فيقول:لا والله يا رب!ما مر بى بؤس قط ولا رأيت شدة قط(صحیح مسلم باب صبغ انعم اہل الدنیا۲۶۶۷ بروایت انس رضی اللہ عنہ)

دن قیامت جہنمیوں سے اس شخص کولایا جائے گا جودنیاداروں میں خوب آسودہ تھااورعیش وعشرت کی زندگی گزاررہا تھااسے جہنم میں ایک بارغوطہ دیا جائے گا اورپھراس سے دریافت کیا جائے گا کہ اے آدم کی اولادکیا تم نے دنیامیں کبھی سکھ دیکھا تھا، کیا تجھ پرکبھی چین بھی گزراتھا تو وہ کہے گا اللہ کی قسم کبھی نہیں اے میرے رب اسی طرح اہل جنت سے ایک شخص کولایا جائے گا جودنیامیں سب لوگوں سے سخت تکلیف میں رہا ہوگا اسے جنت میں ایک بارغوطہ دیا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا اے آدم کی اولادکیا تونے کبھی تکلیف کے دن بھی دیکھے ہیں کیا تجھ پرشدت اوررنج بھی گزراتھا تو وہ کہے گا اللہ کی قسم مجھ پرتوکبھی تکلیف نہیں گزری اورمیں نے توکبھی شدت اورسختی نہیں دیکھی۔

کیا یہ گھاٹے اور نقصان کی بات نہیں ہے کہ راتیں بلا فائدہ کی گزرتی رہیں اور عمر گھٹتی رہے

اے اللہ خیر وخوبی کے ساتھ ہم سے سال رخصت ہو، نیا سال ہمارے لئے خیر و بھلائی کا سال ہو بلا شبہ تو سننے والا اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے

لمبی عمر نعمت یا سزا:

بندے پر ماہ وسال کا گزرنا نعمت بھی ہوسکتی ہے اور سزا بھی، لمبی عمر بذات خود نعمت نہیں ہے چنانچہ اگر کوئی انسان لمبی عمر پاتا ہے اور اس کو بھلائی میں صرف نہیں کرتا تو خود پر اللہ کی حجتوں میں اضافہ کرتا ہے۔

امام احمد، ترمذی، حاکم نے ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق سے حدیث نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خير الناس من طال عمره ،وحسن عمله ،وشر الناس من طال عمره ،وساء عمله (انظر حدیث رقم ۳۲۹۷ فی صحیح الجامع)

لوگوں میں بہتر آدمی وہ ہے جس کی عمر لمبی ہوئی اور اس کے اعمال اچھے رہے، اور لوگوں میں بد آدمی وہ ہے جس کی عمر لمبی رہی اور اس کے اعمال برے رہے۔

شاعر کہتا ہے:

لمبی عمر کا ہونا قابل تعریف ہے اگر بندہ رحمان کا مراقبہ کرتا رہے

اور اس کے برعکس موت بہتر ہے اور خوش نصیب ہے وہ جسے ہدایت مل جائے

ایک دوسرا شاعر ایک ایسے شخص کے بارے میں کہتا ہے جس نے اپنی عمر سے فائدہ نہیں اٹھایا:

کھوسٹ بوڑھا اور بکثرت گناہ جس کے اٹھانے سے تھک ہار جائیں سواریاں

اس کے بالوں کو راتوں نے سفید کر ڈالا اور اس کے دل کو گناہ نے کالا کر دیا

آپ نے کیا آگے بڑھایا؟

یہ سال جس نے پیٹھ پھیر لیا اس کے ایام جو ختم ہو گئے مگر اس میں انجام دئے گئے بندوں کے اعمال محفوظ ہیں اور عنقریب ہر شخص اپنا کارنامہ دیکھے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يوم تجد كل نفس ما عملت من خير محضرا وما عملت من سوء تود لو أن بينها وبينه أمدا بعيدا﴾ (آل عمران ۳۰)

جس دن ہر شخص اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی برائیوں کو موجود پالے گا، آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور برائیوں کے درمیان بہت ہی دوری ہوتی۔

ہر شخص اپنے کئے کو موجود پائے گا ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ليهلك من هلك عن بينة ويحيىٰ من حي عن بينة﴾ (الأنفال ۴۲)

تاکہ جو ہلاک ہو، دلیل پر (یعنی یقین جان کر) ہلاک ہوا اور جو زندہ رہے، وہ بھی دلیل پر (حق پہچان کر) زندہ رہے۔

ایک اور جگہ فرمایا: ﴿من عمل صالحا فلنفسه ومن أساء فعليهاوما ربك بظلام للعبيد﴾ (فصلت ۴۶)

جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لئے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہے اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

دنیا کے تمام معاملات کے تعلق سے ایک بندہ سے پوچھ گچھ ہوگی، یوں تو اس کا رب بخوبی جانتا ہے لیکن پوچھ گچھ، تاکہ انسان خود پر اللہ کی حجتوں میں اضافہ کا سبب بن جائے۔

امام ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طریق سے حدیث نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لاتزول قدمـا ابن آدم يوم القيـامة من عند الله حتى يسأل عن خمس:عن عمره فيما أفناه؟وعن شبابه فيما أبلاه ؟وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه؟وما عمل فيما علم؟ (سنن ترمذی حدیث رقم: ۲۴۱۶)

روز قیامت آدم کی اولاد کے قدم اپنے رب کے پاس سے ہل نہیں سکتے یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کر لی جائے اسکی عمر کے

بارے میں کہ اس کو کہاں گزارا اس کی جوانی کے بارے میں اس کو کہاں لگایا اور مال کے بارے میں کہ اس کو کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جو کچھ اس کے پاس علم تھا اس کے مطابق کہاں تک عمل کیا۔

ترمذی ہی کی ایک اور روایت جو بطریق ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ مروی ہے اس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

:لاتزول قدما عبد حتى يسأل عن أربع:عن عمره فيما أفناه ؟وعن علمه ما فعل فيه ؟وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه؟وجسمه فيما أبلاه؟ (انظر حدیث رقم: ۷۳۰۰ فی صحیح الجامع)

انسان کے قدم ٹل نہیں سکتے یہاں تک کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کر لی جائے اسکی عمر کے بارے میں کہ اس کو کہاں گزارا؟ اس کے علم کے متعلق اس نے کہاں تک عمل کیا؟ اس کے مال کے بارے میں کہ اس کو کیسے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اس کے جسم کے بارے میں اس کو کہاں لگایا؟

لہٰذا چوکنا رہو زیادتی اور ہلاک ہونے سے۔

شاعر کہتا ہے:

میں اپنے کیئے پر بڑا شرمسار ہوں　　　　اور جو بھی خواہش نفس کی پیروی کرے گا وہ نادم ہوگا

کیا تم کو معلوم نہیں حساب تمہارے سامنے ہے　　　　اور تمہاری طلب میں جو تمہارے پیچھے ہے وہ تمہیں چھوڑنے والا نہیں ہے

خوف پیدا کرو تا کہ موت کے بعد بے خوف رہ سکو　　　　بہت جلد عادل رب سے ملوگے

دنیا میں غافل رہنے والے کے لئے راحت نہیں ہے　　　　جان لو کہ پاؤں پھسلنے پر وہ بڑا نادم ہوگا

اے وہ شخص جس نے اپنی عمر کو لایعنی چیزوں کے حصول میں ضائع کر دیا کیا تم کو معلوم نہیں کہ تم اپنے آپ پر گناہوں کا بوجھ بڑھا رہے ہو اور خود پر اللہ کی حجتوں میں اضافہ کر رہے ہو۔ صحت وتندرستی کی حالت میں تم نے کتنے سال گزارے لیکن اللہ کی اطاعت وبندگی کے ذریعہ اپنی صحت وتندرستی کا حق ادا نہیں کیا بلکہ الٹے صحت وتندرستی کے نشے اور دھوکے میں پڑے رہے، قیمتی اوقات کو بلا مقصد ضائع کر دیا اور آخرت کے لئے کچھ نہ کر سکے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس:الصحة والفراغ (صحیح بخاری باب لاعیش الاعیش الآخرۃ حدیث رقم: ۶۴۱۲)

اللہ کی عطا کی ہوئی دو نعمتیں ایسی ہیں کہ بہت سے لوگ ان کے بارے میں دھوکے اور خسارے میں پڑے ہوئے ہیں' ان میں سے ایک نعمت صحت اور تندرستی ہے اور دوسری نعمت فراغت اور فرصت ہے۔

بڑی عجیب بات ہے کہ کچھ لوگ اپنی صحت صبح وشام چیک کرتے ہیں اور معمولی سا بھی عارضہ محسوس ہوتے ہی اس کی تشخیص میں وقت اور پیسے کی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے اور ایسا کرنا مشروع عمل بھی ہے لیکن تضاد یہ ہے کہ آپ اس شخص کو اپنے دل اور اپنے اعضاء کی اصلاح وطہارت میں غافل پاتے ہیں ایسی ہی کیفیت پر جوان ہوتا ہے اور پھر بوڑھا ہوتا ہے اور اسی پر وفات پا جاتا ہے۔

نیا سال:

ملت اسلامیہ اپنے نئے ہجری سال کا استقبال ان حالات میں کر رہی ہے کہ اس کا جسم زخموں سے لہولہان ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ ایک زخم مندمل نہیں ہو پاتا دوسرا ابھرا نظر آتا ہے، امت اسلام جہالت، جنگ، ناخواندگی، فقر وفاقہ، بھوک مری اور خوف ودہشت سے دوچار ہے اور یہ سب کچھ اخبارات وجرائد اور ریڈیو ٹیلی ویژن جیسے وسائل سے بالکل واضح ہے۔

مسلمانوں اور ان کی بستیوں پر مصائب کا ٹوٹنا اب کوئی نئی بات نہیں رہ گئی یہاں تک کہ بہت سارے اسلامی ممالک پر شاعر کا یہ قول صادق آتا ہے:

جس کسی جگہ کا بھی رخ کروگے　　　　اسلام کو اس چڑیا کے مانند پاؤگے جس کے دونوں بازو کتر دئے گئے ہوں

مسلمانو!

انصاف اور بصیرت کی نگاہ رکھنے والا ہر شخص اس بات سے آگاہ ہے کہ امت مسلمہ کو درپیش مشکلات اور مسائل خود ان کے گناہوں اور کرتوت کا نتیجہ ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم ويعفوعن كثير﴾ (الشوریٰ ۳۰)

تمہیں جو کچھ مصیبتیں پونچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہیں اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿أولما أصابتكم مصيبة قد أصبتم مثليها قلتم أنى هذا قل هو من عند أنفسكم إن الله علىٰ كل شئ قدير﴾ (آل عمران ۱۶۵)

کیا بات ہے کہ جب تمہیں ایک ایسی تکلیف پہونچی کہ تم اس جیسی دو چند پہنچا چکے تو یہ کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آ گئی آپ کہہ دیجئے کہ یہ خود تمہاری طرف سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے

امت مسلمہ کے مصائب کا تذکرہ:

امت مسلمہ کے مصائب اور زخموں کو گنانے کا مقصد معاذ اللہ ثم معاذ اللہ دلوں میں مایوسی اور نامرادی پیدا کرنا نہیں ہے کیونکہ ماضی اور حال کے تمام مشکلات کے باوجود قیامت تک اس امت میں خیر و بھلائی باقی رہے گی۔

امت مسلمہ کی زبوں حالی کے تذکرہ سے مقصود اس امت کے افراد میں زندگی کی نئی روح پھونکنا، نید سے جگانا، عزائم کو بیدار کرنا، اخلاقی قدروں اور صحیح اسلامی غیرت وحمیت سے لیس کرنا ہے۔

دشمنان اسلام کی تقلید ان پر للچائی ہوئی نگاہ ڈالنے اور اسلامی اخلاق وآداب سے آزاد ہو جانے کے سبب عالم اسلام کے اکثر مسلمانوں کا حال قابل زار ہے یہ اور اسی طرح کے دوسرے اسباب انفرادی اور اجتماعی سطح پر اسلامی اقدار کے او جھل ہونے کا سبب بن گئے، بلکہ کچھ مسلمان تو اسلامی اخلاق وآداب سے نکلنے کے ساتھ ساتھ اعداء اسلام کے معاون، آلہ کار اور ہم نوا بن گئے، انہوں نے اپنی ذات اپنے قلم اور فکر کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے وقف کر دیا ایسے لوگ اسلام اور مسلمانوں کے لئے بڑا خطرہ ہیں کیونکہ اغیار کی دشمنی اور عداوت تو عیاں ہے لیکن مسلمانوں میں شمار ہونے والے شخص کی شازش مخفی ہوتی ہے اور اس کی طرف سے پہونچنے والا نقصان بہت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اکثریت ان کی بدنیتی سے ناواقف ہوتی ہے اور یہ خطرہ اس وقت اور بھی بڑھ جاتا ہے جب اس کا شمار اسلام اور مسلمانوں کی حمایت اور دفع کرنے والوں میں ہو۔

باہمی روابط پر زور:

اسلام نے مسلمانوں کے درمیان باہمی روابط پر زور دیا ہے، اور مل کر رہنے کی تاکید کی ہے، آپسی بھائی چارگی اور شیرازہ بندی کا اسلام کس قدر خواہاں ہے اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ مذہب اسلام نے تمام مسلمانوں کو ایک جسم اور ایک جان قرار دیا ہے ایک کی تکلیف سب کی تکلیف ہو، ایک کا اندیشہ سب کا اندیشہ ہو۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ٍ المؤمنون كرجل واحد إن اشتكىٰ رأسه تداعىٰ له سائر الجسد بالسحر والحمىٍ (صحیح مسلم باب تراحم المؤمنین حدیث رقم: ۶۷۵۳)

سارے مؤمن ایک آدمی کے مانند ہیں اگر اس کے سر میں تکلیف لاحق ہو اس کا سارا جسم بخار اور بے خوابی سے دوچار ہوتا ہے۔

صحیح مسلم ہی کی ایک دوسری روایت ان الفاظ میں مروی ہے: المؤمنون كرجل واحد إن اشتكىٰ رأسه اشتكىٰ كله وإن اشتكىٰ عينه اشتكىٰ كله ٍ (صحیح مسلم باب تراحم المؤمنین حدیث رقم: ۶۷۵۴)

سارے مؤمن ایک آدمی کے مانند ہیں اگر اس کے سر کو تکلیف پہونچے تو سارا بدن اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے اور اگر اس کی ایک آنکھ کو تکلیف لاحق ہو تو اس

کا سارا بدن تکلیف سے دوچار ہوتا ہے۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إن المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا وشبك أصابعه (صحیح بخاری باب تشبیک الأصابع فی المسجد حدیث رقم:۴۸۱)

ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے دیوار کے مانند ہے دیوار کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوطی فراہم کرتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا۔

مذکورہ حدیثیں اسلامی اخوت اور اتحاد باہمی کی عکاسی کرتی ہیں، سارے مؤمن مسلم معاشرہ کے ایک دیوار کے مانند ہیں اور جب دیوار کا کوئی حصہ گرتا یا اسے نقصان لاحق ہوتا ہے تو، دوسری خوبی یہ بیان ہوئی کہ دیوار کی ایک اینٹ دوسرے کو قوت بخشتی ہے بعینہ اسی طرح ہر مسلمان ایک اینٹ کا کردار پیش کرتا ہے اسلام کے بڑے گھر میں۔

مسلمانوں کی حالت اپنے بھائیوں کے ساتھ:

اسلام نے مسلمانوں کی وحدت اور یکتائی کو صرف قریب رہنے والوں یا اپنے درمیان موجود بھائیوں تک ہی محدود نہیں کیا ہے بلکہ اس کا دائرہ قریب و بعید اور حاضر و غائب تک وسیع کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ مدینہ سے باہر اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ تھے آپ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: إن بالمدينة أقواما، ما سرتم مسيرا ولا أنفقتم من نفقة ولا قطعتم واديا إلا كانوا معكم وفيه وهم بالمدينة حبسهم العذر (صحیح بخاری الجہاد ۳۵ حدیث رقم:۲۸۳۹ بروایت انس کے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تم مدینہ میں کچھ ایسے لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو کہ تم کوئی قدم نہیں چلے یا کچھ خرچ نہیں کیا یا کوئی وادی طے نہیں کی مگر وہ تمہارے ساتھ رہے ۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ کے رسول! وہ ہمارے ہمراہ کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ وہ مدینہ میں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں عذر نے روک رکھا ہے۔

حدیث رسول کے بمصداق ایک مسلمان کے لئے یہی بات زیب دیتی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے دکھ، سکھ، خوشی، غمی میں برابر کا شریک رہے چاہے وہ اس کے آس پاس میں رہنے والے ہوں یا دوری پر، انکی تکلیف پر تکلیف محسوس کرے ان کو غم لاحق ہونے پر رنجیدہ ہوان کو خوشی حاصل ہونے پر خوشی کا اظہار کرے انکے نیک خواہشات کی تکمیل کی دعا کرے کیونکہ اسلام کا سفینہ ایک ہے جو اپنے سواروں کے مثبت اور منفی افعال وتصرفات سے متاثر ہوتا ہے۔

خود کی اصلاح:

اور جب بات ایسی ہے تو ہر مسلمان کو آگاہ رہنا چاہئے کہ اس کی جانب سے اسلام میں کوئی افتراق وانشقاق واقع نہ ہو خواہ اس کا سبب اس کی ذاتی خامیاں ہوں یا دوسروں پر ظلم وزیادتی اس کی وجہ ہو، ہر مسلمان کو جاننا چاہئے کہ اس سے اس کی ذات کے بارے میں خصوصا اور اس کی زیر کفالت رہنے والوں کے بارے میں عموما سوال کیا جائے گا۔

اس لئے اصلاح اپنی ذات سے شروع ہو اور پھر اصلاح کا دائرہ پاس پڑوس اور پھر پورے سماج تک وسیع ہو جائے۔

احساس ذمہ داری:

جب معاشرہ کا ہر فرد اپنی ذمہ داری کا احساس رکھتے ہوئے طاقت بھر اس کی ادائیگی کی کوشش میں لگے گا تو از خود سوسائٹی میں سدھار آئے گا اور اسلام کو قوت ملے گی۔

جب مسلمان اپنے کمزور بھائیوں کا سہارا بنیں گے، ان کی مالی اعانت اور ان کے لئے دعائیں کریں گے اور ان کے وجدان وشعور میں ان کے ساتھ ہوں گے تو یہ چیزیں بدلاؤ کا سبب بنیں گی اور اللہ کے حکم سے ضرور نصرت وغلبہ حاصل ہوگا۔

اور جب علماء و مصلحین صحیح اسلامی عقیدہ وفکر کی نشر اشاعت کا فریضہ انجام دیں، اور عبادات ومعاملات اور سلوکیات کے تعلق سے لوگوں کی رہنمائی کریں گے

تو اس کے بھی اثرات پورے اسلامی معاشرہ پر یقینی طور پر مرتب ہوں گے۔

خلاصہ کلام:

یہ ایک عینی حقیقت ہے کہ معاشرہ کے جملہ افراد اگر اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنے لگیں اور صحیح ڈھنگ سے اس کے ادائیگی کی کوشش میں لگ جائیں تو یہ چیز اللہ کے حکم سے اسلام اور مسلمانوں کی کامیابی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب بن جائے، دراصل احساس ذمہ داری ایک بڑی اہم چیز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٍ كلكم راع و كلكم مسؤول عن رعيته ، والرجل راع فى أهله وهو مسؤول عن رعيته ،والمرأة راعية فى بيت زوجها وهى مسؤولة عن رعيتها ،والخادم راع فى مال سيده وهو مسؤول عن رعيته والرجل راع فى مال أبيه وهو مسؤول عن رعيته فكلكم راع و كلكم مسؤول عن رعيته ٍ (صحیح بخاری الجمعة ۱۱ حدیث رقم :۸۹۳ صحیح مسلم الإمارة ۵ حدیث رقم :۱۸۲۹)

تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ حاکم ذمہ دار ہے اور اپنی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے گھر کا ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی ذمہ دار ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا غلام اپنے آقا و مالک کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا، اور آدمی اپنے باپ کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا تو سمجھ لو تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔

ہم اللہ سے مدد کی درخواست کرتے ہیں تا کہ ہم اپنی ذمہ داریوں سے صحیح ڈھنگ سے عہدہ برآ ہو سکیں اور اس بات کی درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے تمام معاملات کی اصلاح فرمادے۔

نیک اعمال اور تزکیہ نفس:

نیکی کے کام کو بکثرت انجام دو، بھلائی کے کسی بھی کام کو معمولی مت سمجھو، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نیکی کا معمولی سا کام اپنے کرنے والے کو بہت بڑے اجر کا مستحق بنا دیتا ہے، حق بات کی وصیت اور صبر کی تلقین کرنے میں ہم آپس میں ایک دوسرے کے دست بازو بنیں، ہم میں کا ہر شخص بطور خاص اپنا جائزہ لے اور بطور عام دوسروں کا بھی جائزہ لیتا رہے تا کہ ہم کوتاہی کرنے والے سے واقف رہیں اور اس کی اصلاح کر سکیں۔

اسلام بشکل ایک سوسائٹی کے ہے اور سوسائٹی افراد سے بنتی ہے اگر معاشرہ کا ایک فرد اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو گویا اسلامی معاشرہ کے ایک حصہ کی اصلاح ہو جاتی ہے، اسی طرح ہم میں کا ہر فرد اسلامی سرحدوں کے کسی سرحد کا محافظ ہے، وہ اللہ سے ڈرے اور چوکنا رہے کہ کہیں اس کی بے احتیاطی اور بے خبری میں اس کی سرحد سے اسلام پر کوئی وار ہو جائے۔

عاشوراء کے دن کا صوم:

نفس کو نیکیوں کا خوگر بنا دینا تزکیہ نفس کے تعلق سے یہ بڑی کارآمد چیز ہے، اور یوم عاشور (دسویں محرم کا صوم) نیک کاموں میں سے ایک ہے، اس ایک دن کا صوم پچھلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ٍصيام عاشوراء يكفر سنة ماضية ٍ (اس حدیث کی تخریج امام ترمذی نے ابوقتادۃ کے طریق سے کی ہے انظر حدیث رقم :۳۸۰۶ فی صحیح الجامع)

صوم عاشوراء کے بارے میں مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ پچھلے ایک سال کے گناہ کو مٹا دے گا،،

آپ ﷺ نے خود عاشورہ کے دن کا صوم رکھا اور اس سے ایک دن پہلے کے صوم کا ارادہ ظاہر کیا چنانچہ آپ نے فرمایا: ٍلئن بقيت إلىٰ قابل لأصومن التاسع ٍ (مسند احمد ۱/۲۲۴، سنن ابن ماجہ الصیام حدیث رقم ۱۷۳۶)

اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو ضرور نویں کا صوم رکھوں گا۔

اے اللہ ہمارے لئے، اسلام اور مسلمانوں کے لئے تو اس سال کو خیر و برکت کا سال بنا دے۔ درود و سلام نازل ہو ہمارے نبی محمد ﷺ پر آپ کے جملہ آل